مفہوم بیداری اسلامی اور تحریک امام خمینیؒ

ڈاکٹر سید علی سلمان رضوی

بیداری اسلامی کا مفہوم لوگوں کو اسلام کے اصول و قوانین اور اس کے حقایق سے باخبر کرنا ہے جب انسان صحیح طور پر اسلام سے آشنا ہو جائے گا تو وہ تمام خرافات کو ترک کر کے انسانیت کے لباس میں ملبوس ہو جائے گا۔ اسلام الٰہی دین ہونے کے سبب ہستی، وجود، زندگی اور انسان کے مقابل اور حال و مستقبل کی تاریخ کے آیئنے میں انسان کے سامنے خاص نظریہ پیش کرتا ہے، تاکہ اصول دین اور فروع دین کے ذریعے انسان اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ اور اسی طرح خدا جوئی و خدا پرستی کا احساس ہر شخص کی فطرت میں مضمر ہے جو انسان کو بلندیوں کا جویا اور ہر پستی و ذلّت سے نفرت دلاتا ہے اور حق و حقیقت کا طرفدار بناتا ہے۔ ہر مفاد اور ہر نقصان سے خالی، عدل و مساوات، صداقت و درستی الٰہی اقدار ہونے کی حیثیت خود بخود ہدف اور مطلوب و مقصود بن جاتے ہیں صرف زندگی کے تنازع میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے وسیلہ نہیں ہوتے۔

اصول دین جو اصول عقاید کے نام سے مشہور ہے ان میں غور و فکر کی بنیاد پر صحیح طریقے سے حق و باطل کی اساس میں تمیز حاصل کر کے صحیح راہ تلاش کی جا سکتی ہے اور حقایق کو دل میں جگہ دینے اور ان پر برقرار رہنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ مگر فروع دین میں تمام تشریعی تکلیفیں اور امر و نہی وغیرہ کو انجام دینے اور بری باتوں کو ترک کرنے میں غور و فکر کی قوت بہترین مددگار ہے۔

تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ ہر دور میں خداوند عالم نے ایک نہ ایک ہادی و رہبر کو بھیجا تاکہ اسلام کے قوانین سے متعارف کرائیں۔ انبیائے کرام سے لیکر ائمہ معصومینؑ تک نے مصیبتیں برداشت کر کے اسلامی احکامات و اصول و قوانین کو پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی۔ یہی وجہ ہے گذشتہ اور موجودہ دونوں زمانوں میں ابتدا سے لے کر اب تک اسلام میں جو تغیرات آئے ہیں وہ ایک مرکز پر پراکندگی کے اجتماع جیسے نہیں ہیں بلکہ اس کی مثال دریا کی ان موجوں جیسی ہے جو ایک نقطے سے شروع ہو کر ہر طرف بڑھتی اور اپنے کو وسیع کرتی چلی جاتی ہیں۔

ابتدا میں وانذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ کے حکم کے ذریعے

اسلام پیغمبرؐ کے خاندان میں رہا پھر اس کے بعد لتنذر امّ القریٰ و من حولھا امّ القریٰ اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو ڈراؤ کے حکم کے مطابق پورے حجاز میں پھیل گیا، اور ایک مخصوص طرز حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ملکی تقسیم یا صاحب اقتدار ممالک کے حکمرانوں کی بندشیں بھی اسلام اور اسلامی حکومت کی سرحدیں متعین کرنے سے قاصر رہیں اور اس کی وسعت و گسترش کو روکنے میں ناکام رہیں۔ اس وسعت کو ہم اسلام کی ہر جہت میں محسوس کر سکتے ہیں، مثلاً سیاسی وسعت، مذہبی وسعت، معنوی وسعت، سماجی وسعت، ثقافتی وسعت، حکومتی وسعت، افکار و قوانین اور تمدن کی بنیادوں کی وسعت وغیرہ۔ اسلام کے افکار و نظریات تمام مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور تمام اقوام و ملل کے تمدن پر اس کا اثر نظر آرہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نمود اسلام کے بعد آج تک جو بیداری اور تبدیلیاں دنیا میں آئی ہیں ان کا سبب دین اسلام ہے۔

آج تقریباً ۵۰ رسے زیادہ ملکوں میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ ان تمام ملکوں میں ہر مذہب کے پیروکاروں کے درمیان فروعی اور جزئی مسائل میں بے پناہ اختلافات کے باوجود حقیقی اتحاد پایا جاتا ہے اور وہ اتحاد یہ ہے کہ سب مسلمان دین اسلام کے پیرو ہیں، یعنی ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، وہ اسلام کے تقاضوں کو سمجھتا ہے اور اس کو دینی معیار کے مطابق سمجھ کر قبول کرتا ہے۔

حکمت و عدالت پر مبنی قوانین کی تشکیل اور زندگی کے تمام شعبوں اور ادوار میں پسندیدہ آداب و سنن کے مقاصد کو وہی دین پورا کر سکتا ہے جو ہر رخ سے جامع، مکمل اور تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسی مقصد کے تحت پیغمبرؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ سورۂ جمعہ میں ارشاد ہے کہ:

”ھوالّذی بعث فی الامیّین رسولاً مّنھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکّیھم و یعلّمھم الکتاب والحکمۃ“ [1]

ترجمہ: وہ خدا جس نے مکہ والوں کے درمیان انھیں میں سے ایک پیغمبرؐ مبعوث کیا جو ان کے سامنے آیات خدا کی تلاوت کرتا ہے اور تزکیۂ نفس کرتا ہے، اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

مذکورہ مقاصد کی تکمیل کا نتیجہ اس آیت سے واضح ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاِسلام دیناً“ [2]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا، اپنی نعمتیں میں نے تمہارے اوپر تمام

کردیں اور تمہارے لیے میں دین اسلام سے راضی ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جمعۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

"ایّھا النّاس ما من شیءٍ لقرّبکم الی الجنّۃ و یباعدکم عن النّار الّا و قد امرتکم بہ وما من شیءٍ لقرّبکم الی النّار و یباعدکم عن الجنّۃ الّا و قد نھیتکم عنہ"

ترجمہ: اے لوگوں میں نے تم کو ہر اس چیز کا حکم سنا دیا جو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرتی ہے اور ہر اس چیز سے روک دیا جو جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرتی ہے۔

اسی جامعیت کی بنا پر اس دین میں ہر شخص کو بلند ترین مقصد تک پہنچانے اور سعادت و خوش بختی کے راستے کی طرف رہنمائی کرنے کی صلاحیت موجود ہے، چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو۔ یعنی ہر شخص کو خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا، دیہاتی ہو یا شہری، عالم ہو یا جاہل، غنی ہو یا فقیر، صحت مند ہو یا بیمار۔ قوی ہو یا ضعیف، خود مختار ہو یا کسی کا غلام، ماضی میں اچھا رہا ہو یا برا، پہلے سے اس کے پاس کوئی قانون موجود رہا ہو یا نہ رہا ہو اسے مدارج کمال تک پہنچانے کی اسلام کے اندر صلاحیت موجود ہے۔

اگر قرآن کریم اور ائمہ دین کے اقوال و احادیث پر ایک نظر ڈالی جائے اور اسلامی بیداری کی وسعت کا سرسری نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اس طرح آشکار ہو جائے گی کہ پھر کسی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سورۂ کہف میں ارشاد ہوا:

"قل لو کان البحر مداداً لّکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی ولو جئنا بمثلہٖ مدداً"[۳]

ترجمہ: اے رسولؐ آپ کہہ دیں کہ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور میرے رب کے کلمات کو لکھا جائے تو فرمان خدا ختم ہونے سے پہلے دریا کا پانی ختم ہو جائے گا، چاہے اس کے برابر دریا دوبارہ کیوں نہ لایا جائے۔

"و نزّلنا علیک الکتاب تبیاناً لِکلّ شیءٍ و ھدیً و رحمۃً و بشریٰ للمسلمین"[۴]

ترجمہ: ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی تاکہ تمام چیزوں کو یہ بیان کردے، یہ کتاب ہدایت، رحمت اور تمام مسلمانوں کے لیے نوید کامل ہے۔

مذکورہ آیات سے یہ واضح ہوا کہ دین اسلام اختیار کے تحفظ اور اختیاری صلاحیتوں کی

تقویت اور تکمیل پر مبنی ہے لہٰذا اس کو فطرت کے مطابق اور علم و عقل کی میزان پر کھرا اترنا چاہیے۔ یہ دین عالم، صاحب قدرت اور فرمان خدا کی طرف سے آیا ہے ۔اس لیے یہ انسانی معاشرے کی حکمت اور فلاح و بہبود کا مکمل ذمہ دار ہے۔

پہلی صدی ہجری کے وسط تک کے زمانے کا اگر تجزیہ کیا جائے اور پیغمبرؐ اسلام کے دور کے دین اسلام کی طاقت اور اس کے امکانات سے استفادہ کے طرز پر غور وفکر کیا جائے تو اس وقت کے طرز حکومت اوراس کے بعد عالم اسلام میں آج تک نمودار ہونے والی حکومتوں میں بڑا فرق نظر آئیگا۔ صدر اسلام میں قوانین و آداب زندگی صرف عقیدے کے حدود میں مقیّد نہ تھے بلکہ مسلمان اس پر عمل بھی کرتے تھے۔پیغمبرؐ کی رحلت کے کچھ دن بعد صاحبان اقتدار کا ایک ایسا گروہ مسلمانوں پر حاوی ہوگیا جن میں دینی اعتبار سے حکومت کی صلاحیت نہیں تھی ۔یہ ایسے افراد تھے جنھوں نے اپنے فاسد عمل و کردار سے دوسروں کی نظروں میں اسلام کا چہرہ مسخ کر دیا تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام قبول کرنے کا جو ایک عمومی جوش پیدا ہوا تھا اس میں کمی آ گئی۔چونکہ بیت المال پر خائن افراد کا قبضہ ہوگیا تھا،اس لیے مادیات اور معنویات دونوں پر اس کا بڑا اثر پڑا۔مسلمان اپنے فرائض کی آدائیگی اس طرح نہ کر سکے جس طرح انھیں کرنا چاہیے تھا۔خاص طور سے سماجی فرائض کی انجام دہی پر بہت برا اثر پڑا۔

یہ بھی حق بجانب ہے کہ کفار کی یورش اور مفسدین کے غلبہ سے زیادہ خطرناک بھی کچھ چیزیں رہیں جو راہ حق کی قبولیت میں حائل ہوئیں۔مثلا نادانی،غفلت،اشتباہ،تحریف حقایق، باطل کو حق کے لباس میں پیش کرنا،سماجی رشد کی کمی وغیرہ دین کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی رہیں۔ان خطرات سے مقابلہ کرنے کے لیے جامع اور مکمل تعلیمی اور تبلیغی لائحہ عمل کی ضرورت در پیش ہوئی۔صحیح تعلیم وتبلیغ کے طریقے کی تعیین کے لیے ایک مضبوط اور معین اساس کی اشدضرورت ہے تاکہ معلّم اور مبلّغ ایسے مطالب کو معاشرے میں رواج نہ دیں جو تعلیمات اسلامی کے خلاف ہو۔چودہ سوتیس سال کی تاریخ میں ساری دنیا میں حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ معصومینؑ کے سوا کوئی بھی ایسا نہ مل سکا جو عقائد دینی، مناظرہ،موازنہ ادیان ،قوانین ،احکام اخلاق ،عادات ،سماجی رشد کے طریقے ،تاریخی بنیادوں کے انکشاف ،آداب وسنن کی تدریجی ترقی ،سلف کے اعمال ،خیر وشر کے نتائج ،لوگوں کی روح و استعداد کی شناخت رکھنے ،اور فصاحت و بلاغت سے باخبر ہونے کے ساتھ ہی صاحب بیان و زبان ہو اور ان تمام چیزوں سے واقفیت رکھتا ہو جو امر تبلیغ سے متعلق ہیں ۔

مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام راہ اسلام اور اسلامی بیداری کے مفہوم سے لوگوں کو اس طرح باخبر کرتے ہیں کہ:

”ثمّ انّ ھذا الاسلام دین اللّٰہ الّذی اصطفاہ لنفسہ واصطعنہ علیٰ عینہ و اصفاہ خیرۃ خلقہ و اقام دعائمہ علیٰ محبتہ اذلّ الادیان بعزّتہ و وضع الملل برفعہ و اھان اعدائہ بکرامتہ و خذل محادّیہ بنصرہ ،و ھدم ارکان الضّلالۃ برکنہ و سقیٰ من عطش من حیاضۃ ،و اتئقَ الحیاض بمواتحہ.ثمّ جعلہ لاانفصام لعروتہ، ولا فکَّ لحلقتہ ،ولا انھدام لِاَساسِہ ولا زوال لِدعائمہ، ولا انقلاع لشجرتہ، ولا انقطاع لِمُدّتہ ،ولا عفاءَ لشرائعہ، ولا جَذّ لِفروعہ ولا ضنک لِطُرفہ ،ولا وعوثۃ لسھولتہ، ولا سواد لوضحہ، ولا عوج لانتصابہ، ولا عصل فی عودہ ولا وعث لفجّۃ، ولاانطفاء لمصابیحہ، ولا مرارۃ لحلاوتہ، فھو دعائم اساخ فی الحقّ اسناخھا و ثبّت لھا آساسھا، و ینابیع غزرت عیونھا، و مصابیح شبّت نیرانھا، و منار افتدیٰ بھا سُفّارھا، و اعلام قُصِد بھا فِجاجُھا، ومناھلُ روی بھا وُرّادُھا، جعل اللّٰہ فیہ منتھیٰ وضوانہ، وذروۃ دعائمہ، وسنام طاعتۃ ،فھو عند اللّٰہ و ثیق الارکان ،“ ۵؎

ترجمہ: اسلام دین خدا ہے یہ وہ دین ہے جس کو اس نے اپنے لیے منتخب کیا اور اس کے ساتھ اپنے الطاف وعنایات شامل کیے۔ اس کی تبلیغ کے لیے بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کیے۔ اس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اس کی عزّت و بزرگی کے ذریعے دشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے مخالفوں کو رسوا کیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے ارکان کو گرادیا۔ پیاسوں کو اس کے چشمۂ معرفت سے سیراب کیا۔تشنگان محبت کو اس کا پانی پلایا۔ اسے اس طرح مضبوط کیا کہ اس کے باندھ کے لیے شکست و ریخت نہیں ہے اور نہ اس کے حلقے کی کڑیاں جدا ہوسکتی ہیں نہ اس کی بنیاد گر

سکتی ہے اور نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ نہ اس کا درخت اکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں، نہ اس کی مدّت ختم ہوسکتی ہے، نہ اس کے قوانین محو ہوسکتے ہیں، نہ اس کی راہیں تنگ ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ ہے، نہ اس کی استقامت میں پیچ وخم ہے، نہ اس کی شاخوں میں کجی ہے، نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اس کے چراغ گل ہو سکتے ہیں، نہ اس کی شیرینی میں تلخیوں کا گذر ہوتا ہے۔

یہ دین ایسے ستونوں پر قائم ہے جنھیں اللہ نے حق کی بنیاد پر قائم کیا اور ان کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے۔ یہ دین ایسا منبع ہے جس کے چشمے پانی سے بھرپور ہیں اور ایسا چراغ ہے جس کی لویں ضیابار ہیں۔ اس کا دین ایسا مینار ہے جس کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں۔ یہ ایسے نشانات ہیں جن سے سیدھی راہوں کا پتہ ملتا ہے، اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اترنے والے ان سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی، بلند ارکان اور اپنی اطاعت کی اعلیٰ سطح قرار دیا ہے۔

مولائے کائنات دوسرے خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"الحمد للّٰہ الّذی شرع الاسلام فسھل شرائعه لمن ورده، و اعزّ ارکانه علیٰ من غالبه، فجعله امناً لمن علقه و سلماًلمن دخله (عقله) برھاناً لمن تکلّم به و شاھداً لمن خاصم عنه و نوراً لمن استضاءَ به، و فھماً لمن عقل، و لُبّاً لمن تدبّر، و آیةً لمن توسّم، وتبصرةً لمن عزم" ...۶

ترجمہ: ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اسکے چشمۂ ہدایت پر اترنے والوں کے لیے اس کے قوانین کو آسان کیا اور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی۔ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے امن ہے، جو اس میں داخل ہو اس کے لیے صلح و آشتی، جو اس کی بات کرے اس کے لیے دلیل، جو اس کی مدد لیکر مقابلہ کرے اس کیلئے (دین کو) گواہ قرار دیا ہے۔ اس سے کسب ضیا کرنے والے کے لیے نور، سمجھنے

بوجھنے اور غور وفکر کرنے والوں کے لیے فہم و دانش اور روشنی ہے۔ معارف اسلام تمام ادیان سے زیادہ روشن اور اس کے باطنی اسرار ومصالح سب سے زیادہ آشکار ہیں۔اس کی علامتیں ہر شخص کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

جب امیر المومنینؑ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے داخلی خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔لوگوں میں سب سے اہم دینی انحراف یہ تھا کہ لوگوں کی بصارت ختم ہو چکی تھی اور دینی شعور بالکل نچلی سطح پر پہنچ چکا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ دینی اہداف و مقاصد کے استحکام کی فکر کے بجائے بیت المال سے زیادہ سے زیادہ حصہ ہڑپنے اور اپنی زندگی کو اسی رخ پر ڈھالنے میں لگے رہتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسلامی بیداری کے لیے اور غیر دینی افکار و احساسات کا قلع قمع کرنے کے لیے اپنے جامع اور پُر معنیٰ خطبوں سے کام لیا۔لوگوں کو دنیا کے لہو ولعب میں غرق ہونے سے ڈراتے اور بلیغ انداز میں دنیا اور دنیا پرستوں کی مذمت کرتے ۔وہ اپنے عہد کے معاشرے کو اس انداز سے دیکھ رہے تھے گویا عہد جاہلیت کا دوبارہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔

"اَلاَ و اِنَّ بلیّتکم قد عادت کھیئتھا بعث اللّٰہ نبیّہ" ۷

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤتمہاری موجودہ پریشانیاں ویسی ہی پریشانیاں ہیں جن میں تم پیغمبرؐ کی بعثت کے پہلے دن گرفتار تھے۔

ایک جگہ اور آپ نے ارشاد فرمایا:

"ما تتعلّقُون من الاسلام الّا باسمہ ولا تعرفون من الایمان الّارسمہ...الاوَ قد قطعتم قید الاسلام، عطّلتم حدودہ، و امتّم احکامہ." ۸

ترجمہ: تمہارے پاس اسلام کے نام کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ایمان سے متعلق اس کی شکل وصورت کے سوا کچھ نہیں جانتے ۔تم نے اسلام سے اپنا رابطہ توڑ لیا۔ الٰہی حدود وقوانین کو معطّل اور بیکار کر دیا اور اس کے احکام کا گلا گھونٹ ڈالا ہے۔

مذکورہ خطبہ،معاشرے سے متعلق امام علی علیہ السلام کے نظریے کو ظاہر کرتا ہے اور اسلامی

بیداری کے سلسلے میں امام علی علیہ السلام کی جدّ و جہد کی مکمل توجیہ کرتا ہے۔ وہ جدّ و جہد جس کے بارے میں مولائے کائناتؑ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"قد رکزت فیکم رایة الایمان و وقفتکم علیٰ حدود الحلال و الحرام"۹؎

یعنی میں نے تمہارے درمیان پرچم ایمان بلند کردیا اور تمہیں حلال وحرام سے آگاہ کردیا۔

انسان کی بے راہ روی انحراف وگمراہی کے نتیجے میں جب الٰہی عذاب نازل ہوا تو یزید بن معاویہ ان پر حاکم وخلیفہ کی حیثیت سے مسلط ہوا۔ ان کی جان ومال، آبرو حتی کہ عقاید تک کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہ رہی۔ سبھی چیزیں اس کے لیے مباح اور اس کے زیرنگین تھیں تو ایسے پُر آشوب ماحول میں امام حسین علیہ السلام جیسی پاکیزہ ترین، صالح ترین ہستی نے بھی اسلامی اقدار کی حفاظت کے لیے اخلاق کی تلوار سے ہوا و ہوس کے لشکر پر عقل کا غلبہ دلانے کا پیغام دیا۔ امام حسینؑ نے ذلّت کی زندگی بسر کرنے والوں کو "الموت فی عزّ خیر مِن حیاةٍ" کے ذریعے ایک انقلابی و نورانی راہ کی ہدایت فرمائی۔ معاشرے کی اصلاح کا مسئلہ اس قدر مہم تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے قیام کا ایک سبب معاشرے کی اصلاح کو وصیت نامہ میں اپنے بھائی محمد حنفیہ کو مخاطب کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:

"انّی لم اخرج اَشِراً و لا بَطِراً و لا مُفسِداً و لا ظالِماً؛ اِنّما خرجت لطلب الاصلاح فی اُمّة جدّی اُرید ان امر بالمعروف و انهیٰ عن المنکر و اسیر بسیرة جدّی و ابی علی ابن ابی طالبؑ. ۱۰؎

یعنی میرا قیام کسی جاہ طلب، خودغرضی، تفرقہ پرداز اور ظالم کے قیام جیسا نہیں ہے بلکہ میں تو بس اپنے نانا کی امّت کی اصلاح کی طلب میں نکلا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دوں اور اپنے نانا اور بابا کی سیرت پر چلوں۔

امام حسینؑ نے اپنے اس پیغام کے ذریعے واضح کردیا کہ جہاں کہیں بھی ظلم کو دیکھو، کھڑے ہوجاؤ۔ رہبران قوم کا عملی فریضہ ہے کہ اگر معاشرے میں اخلاق کے حوالے سے تنزّلی، فساد، ظلم، غیر اسلامی رسومات وافکار رائج ہوتے دیکھیں تو معاشرے کی حالت کو بدلنے کے لیے آمادہ ہوجائیں۔ اسی اہم کام کے لیے امام حسین علیہ السلام نے اپنے احباب و اعزاء واقرباء اور خود کو اپنے صبر و استقامت، ایثار وفداکاری، ظلم ستیزی، امتحان خداوندی، عدم فراموشی خدا، عدل وانصاف وغیرہ

کے ذریعے راہ خدا میں نثار کر دیا تا کہ اسلامی معاشرہ برائیوں سے پاک ہوجائے اور اخلاقی قدریں برقرار رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلا کا دردناک المیہ اسلامی بیداری کی صورت میں ظاہر ہوا۔جس کا اثر آج بھی دنیا میں عزاداری کی شکل میں موجود ہے۔

کربلا اخلاق محمدی کا دبستان عملی ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کے چھوٹے نواسے نے حق و صبر کی وصیت کے قرآنی فلسفہ کو عمل کی اس معراج پر پہنچایا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کو یہ کہنا پڑا کہ

رمزِ قرآن از حسین ؑ آموختیم — ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم
درمیان امّت آن کیوان جناب — ہمچو حرف قل ھواللہ در کتاب
زندہ حق از قوتِ شبیری است — باطل آخر داغ حسرت میری است ، ۱۱

پروفیسر سلیم چشتی تحریر کرتے ہیں کہ:

''میں نے ایک دفعہ حضرت اقبال سے یہ دریافت کیا کہ ''رمز قرآن'' سے آپ کی کیا مراد ہے تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ تعلیمات قرآن کی روح یہ ہے کہ باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت سر بکف رہو اور اگر ضرورت ہو تو جان دینے سے بھی دریغ مت کرو۔'' ۱۲

یہی وجہ ہے کہ اسلامی بیداری کا احساس کرتے ہوئے علاّمہ اقبال کو بلا جھجک کہنا پڑا ۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری — بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی ۱۳

اب جو شخص بھی اسلامی بیداری کے لیے امام حسین علیہ السلام کی طرح الٰہی ہاتھ اور الٰہی عنایتیں حِس کرتے ہوئے خدا کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے تو خدا بھی'' ان تنصر اللّٰہ ینصرکم ''کے مصداق کی حیثیت سے اس کی نصرت میں اضافہ کرتا ہے ۔اس قول کی تائید کے لیے سورہ ٔ کہف کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

''اِنّھم فتیة آمنوا بربّھم و زدناھم ھُدیً'' ۱۴

یعنی وہ سب خدا کی راہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور خدا نے بھی ان کے دلوں کو مستحکم و مضبوط کر دیا۔

ارشاد خداوندی ہے'' کہ انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بِاَنفُسِھم'' ۱۵

یعنی اللہ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ اپنے باطن میں تبدیلی نہ لائیں۔ یعنی انسان کے نفس، روح، اس کے افکار ونظریات اور اس کی قومی و اجتماعی شخصیت

کے باہمی تعلق کی نشاندہی کی گئی ہے۔ انسان کے باطن اور اس کے ظاہر کے گہرے لگاؤ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جب کوئی قوم اپنے نفس اور باطن کی اصلاح کر لیتی ہے تو اس کے حالات و کیفیات خود بخود تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس کے آپسی تعلقات استوار ہو جاتے ہیں۔

ایک اور آیت میں اس طرح ارشاد ہے:

”ذالک بِاَنَّ اللّٰہ لم یک مغیّراً نِّعمۃً انعمھا علیٰ قومٍ حتّیٰ یغیّروا ما بِاَنفُسِھم“ ۱۶؎

یعنی اللہ ان نعمتوں میں سے جو کسی قوم پر نازل کی ہیں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خود اپنے نفس کو نہ بدل ڈالیں اور اپنے باطن کو آلائشوں سے آلودہ نہ کریں۔

یہ وہ الٰہی قوانین اور اصول وضوابط ہیں جن سے کسی بھی قوم یا امت کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے چنانچہ اس مطلب کی طرف ایک آیت میں اس طرح تذکرہ ہے:

”ام حسبتم ان تدخلوا الجنّۃ و لمّا یاتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم مسّتھم الباساٰء والضّرّاۤءُ و زلزلوا حتّیٰ یقول الرّسولُ والّذین آمنوا معہٗ متیٰ نصرُ اللّٰہ ، اَلَا اِنَّ نَصر اللّٰہ قریب“ ۱۷؎

مذکورہ قرآنی آیات کے پیش نظر ایران کا اگر مشاہدہ کریں تو یہ واضح ہوگا کہ قرآن اور اہلبیت علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر آیت اللہ امام خمینیؒ نے خدا کی راہ میں اسلامی انقلاب برپا کیا جس کے باعث خداوند عالم نے انھیں عظیم قوت قلب سے نوازا۔جس میں خوف و تزلزل کا گذر نہیں ہو سکا۔ جس کا نتیجہ دنیا کی نظروں کے سامنے ہے۔

آج کل کے بافہم و باشعور و حسّاس انسان کے لیے قابل غور وفکر،یہ ہے کہ جس ملک ایران کا حال اسلامی انقلاب سے پہلے یہ تھا کہ شراب کی دکانیں ، بک اسٹالوں حتیٰ اشیاء خورد و نوش کی دکانوں سے بھی زیادہ رہی ہوں ، آج وہاں جگہ جگہ اسلامی و انسانی تربیت کے لیے قرآنی تعلیمات کے سینٹر نظر آرہے ہیں۔جس ایران میں فسق و فجور ، فحشاء وفساد، بے حیائی وعریانیت لندن و پیرس کو مات کر رہی تھی آج اسی ایران میں ایثار و فداکاری ، زہد وتقویٰ ایمان و دینداری کے قابل رشک شاہکار نظر آرہے ہیں۔ جس ملک ایران کے جوان افیم ، بھنگ، چرس، گانجہ اور ہیروئن ہی کو اپنی بہشت تصور کرتے تھے اور خواتین سامراجی پروپگنڈے کے زیر اثر زیادہ سے زیادہ برہنگی کی نمائش اورشہوت پرستوں کی بھوکی نگاہوں کو اپنی طرف جذب کرنے ہی کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتی

تھیں، آج اسی ایران کے جوان دینی اقدار پر مرمٹنے کے لیے تیار ہیں۔ ایثار و جانبازی میں صدر اسلام کے مجاہدوں پر سبقت لے جانے کے لیے بے قرار ہیں۔ اور خواتین اسلامی حجاب سے آراستہ، اسلامی تعلیمات کے احیاء اور ملک کی تعمیر نو کے لیے اپنے بھائی، باپ، شوہر اور فرزندوں کے شانہ بشانہ مصروف عمل ہیں۔ یہ امام خمینیؒ کی تحریک کا اثر تھا کہ ایران میں اسلامی بیداری کا سورج نمودار ہوا اور اس کی شعاعوں کا اثر پوری دنیا پر پڑا۔ جس ملک ایران میں سوئی سے ہوائی جہاز تک ساری ضرورت کی چیزیں باہر سے منگائی جاتی تھیں، آج اسی ایران نے صنعت و ٹیکنالوجی میں اس قدر ترقی کی کہ اس کے ماہرین غیر ملکی امداد کے بغیر گولہ و بارود سے لیکر میزائیل تک، اور مختلف قسم کے اسلحے خود تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ امام خمینیؒ کی اسلامی و معنوی تحریک کا اثر تھا کہ اس تحریک میں دیہاتی اور شہری، مزدور اور کسان، طالب علم اور استاد، وکیل اور افسران سب کے سب شامل ہوئے۔ یقیناً دنیا کا کوئی انقلاب ایران کے انقلاب کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا۔

اسلامی بیداری کی توسیع میں امام خمینیؒ کی جد و جہد کے ذریعے انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی ہوئی۔ جس کے نتیجے میں دنیائے اسلام میں بڑھتی ہوئی فکری اور اسلامی بیداری نے شیطان اکبر امریکہ اور اس کے حوالی صہیونیوں کو اس قدر حراساں کر دیا ہے کہ بلا سوچے سمجھے اب وہ اوچھی حرکتوں پر اتر آئے۔ ساتھ ہی اسلام اور اسلامی مقدسات کے خلاف مغربی برادری کا اپنے کفر پر متحد اور ہم آواز ہو جانے پر مسلمانان عالم کو ایک بار پھر بہت کچھ غور کرنے پر مجبور کر دیا۔ اپنی غفلت و کج فکریوں کے سلسلے میں اور مغرب سے متعلق اپنی خوش فہمیوں کے بارے میں سلمان رشدی کا قضیہ عالم اسلام کے خلاف چھیڑ دیا۔ یہ اقدام در اصل دنیا میں اسلام اور انقلاب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے اور اسے رسوا کرنے کی ایک بیہودہ سازش اور ناکام کوشش تھی۔ استعمار کی اسلام دشمنی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس نے جب اسلامی ممالک پر قبضہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے اس نے اسلام کی تخریب کا منصوبہ بنایا۔ اسے یہ یقین تھا کہ جب تک اسلامی معاشرے میں قرآن اور اسلام احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہیں گے ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسے اگر خوف ہے تو حقیقی اسلام یا اسلام محمدی سے ہے۔ دشمنان اسلام پہلے اپنے مقصد میں کامیاب تھے اور خوش تھے کہ ہم نے اسلام سے اس کے رشد و نمو کی صلاحیت چھین لی ہے اب جمود کا نمونہ بن کر رہ گیا ہے۔

امام خمینیؒ کی تحریک اسلامی بیداری کے سبب اسلامی انقلاب کی کامیابی نے جب ان کے

سارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا تو یہ اپنی دیرینہ وحشی گری ، بربریت اور شیطنت پر اتر آئے۔جنگی سازشیں ، فوجی مداخلت ، اقتصادی ناکہ بندی، غیر انسانی دباؤ اور گیدڑ بھبکیاں ان کا مشغلہ بن گیا۔جب اس سے بھی کام نہ چلا تو جھوٹے پروپگنڈوں کا بازار گرم کیا،لیکن یہاں بھی دشمن کامیاب نہ ہو سکا۔ عالم اسلام میں بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری اور استعماری سیاست کی اکھڑتی ہوئی سانسوں نے جب اسلام کے خلاف رسوا کن اور گھناؤنہ کارنامہ انجام دے کر ایک ارب مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر دیا۔جسے دنیا رسوائے زمانہ سلمان رشدی کے نام سے جانتی ہے۔اس نے ''شیطانی آیات''میں قرآن کی اہانت کرتے ہوئے اس کی کچھ آیتوں کو شیطان کی طرف منسوب کرکے قرآن کے اس اعلان کا مذاق اڑایا کہ انّا نحنُ نزّلناالذّکروانّالہٗ لحافظون. اور اسی کتاب میں وہ عالم اسلامی کی سب سے محترم شخصیت ،ان کی ازواج مطہرات ،حضرت بلال اور دیگر مقتدر اصحاب کرام کی شان میں نازیبا اور فحش باتیں لکھتا ہے۔

رہبر انقلاب امام خمینیؒ کی مدبّرانہ نظر نے استکبار کے اس سوچے سمجھے منصوبے کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور عالم اسلام کے خلاف رچی جانے والی اس سازش کا سدّ باب کرتے ہوئے تمام مذاہب اسلام کے متفقہ قانون کی روشنی میں'' شیطانی آیات'' کے مصنّف اور اس کی سازش میں شریک ناشرین کی سزائے موت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتوے کی حمایت میں عالم اسلام کے بہت سے علماء اور فقہا نے سلمان رشدی کی سزائے موت کے فتوے کی توثیق کرتے ہوئے اس کو اسلامی قیادت کی جانب سے ایک صحیح اور نافذالعمل اقدام قرار دیا۔جہاں تک اس فتوے کی دینی وفقہی حیثیت کا سوال ہے، تمام شیعہ وسنّی علماء اس پر متفق ہیں کہ جو شخص بھی رسول ﷺ کو دشنام دے یا آپ کی اہانت کرے اس کا قتل واجب ہے۔ اب میں آج کل کے شیطانی روشن فکر رکھنے والے اور لامذہب ادیبوں کو اسلامی بیداری کے ذریعے بیدار کرنا چاہتا ہوں کہ دانشگاہوں کے کسی شعبے میں بیٹھ کر رسول ﷺ اور اہل بیتؑ کی شان میں گستاخانہ کلمات جاری نہ کریں۔ اپنی زبان بند کرلیں اور اللہ سے توبہ کریں ، ورنہ سلمان رشدی کی طرح مٹی پلید ہو جائے گی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ جس قدر رحمٰن ہے اسی قدر قہار بھی ہے۔ امام خمینیؒ کا فتویٰ عمل پیغمبر ﷺ کے عین مطابق ہے۔بہر حال قرآن مجید اور رسول اکرمؐ کی اہانت کرنے والا قتل ہوکر رہے گا استکبار کی یہ سازش بھی ایک بار پھر اسی طرف پلٹ جائے گی اور اللہ کا یہ فرمان پورا ہوکر رہیگا۔"ومن یکفر باللّٰہ و ملئکتہ و کتبہ و رُسلہ والیوم

الآخر فقد ضَلّ ضَللاً بعیداً" ۱۸؎

یقیناً ایران کا اسلامی انقلاب صہیونی اور غیر اسلامی دنیا کے لیے ایک چیلنج ہے۔ اس اسلامی انقلاب کا بنیادی نکتہ اتحاد بین المسلمین ہے۔ یہ اسلامی انقلاب پوری دنیامیں اسلامی بیداری کی صورت میں آج بھی قوموں اور ملتوں کو شیطان کے بھٹ اور صیادوں کے دام فریب کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اسلامی انقلاب کی طرح ہمارا بھی عملی فریضہ ہے کہ ہم ساری دنیا میں آواز بلند کریں۔ اے سونے والوں! بیدار ہو جاؤ اور اپنے ارد گرد دیکھو۔ کیونکہ امریکہ اور روس کمین گاہوں میں یزیدی بیداری کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب تک تمھیں پوری طرح تباہ و برباد نہ کر دیں گے تم سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ امام خمینیؒ نے فرمایا کہ:

"کیا آپ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ استعماری سازشوں اور منصوبوں کا مقصد صرف ایران کو ختم کرنا ہے؟ نہیں ان کا مقصد اسلام کو تباہ و نابود کرنا ہے۔ یہ مسئلہ ایک ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی مما لک کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہے" ۱۹؎

یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اسلام، دشمن کی راہ میں رکاوٹ ہے، خاص کر ولایت فقیہ کا نظام کیونکہ اسلام کی روح ولایت ہے جس کے ذریعے معاشرے میں اسلام کا حقیقی نظام قائم ہوسکتا ہے اور اسلام کی روح زندہ ہوسکتی ہے اور یہ دشمن کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ افسوس تو اسی بات کا ہے کہ مکتب ولایت کو ہم نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی لیکن دشمن اس کی طاقت کو اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج شیعہ قیادت اور مرجعیت بیدار ہے اور پوری دنیا میں پرچم کفر کے مقابلے میں اگر کوئی پرچم نظر آرہا ہے تو وہ حسینی پرچم ہے۔ آج بھی اسلامی بیداری کے لیے حسینی فکر زندہ ہے جو یہ صدا دے رہی ہے " ان کان دین محمد لم یستقم الابقتلیٰ فیاسوف خذینی" امام حسین علیہ السلام نے یہ پیغام دیا کہ دین و مذہب کو بچانے کے لیے ہم سب کچھ دے سکتے ہیں۔

بانیٔ انقلاب امام خمینیؒ نے اسلامی معاشروں میں فکری و عملی بیداری اور اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ ایک جامع تصور کو پیش نظر رکھ کر اپنے بیانات کے ذریعے لوگوں کو احساس دلایا کہ :

"انقلاب صادر کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام قومیں بیدار ہوجائیں، تمام حکومتیں بیدار ہوجائیں اور خود کو اپنے مشکلات و گرفتاریوں نیز اس زبردستی اور غلامی سے نجات دیں۔ ہم سب ملکر اٹھیں کہ اسلام کو یہاں زندہ کریں اور

انشاء اللہ انقلاب کو ہر جگہ پھیلائیں گے۔ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دوست ہیں۔ہمیں قوی امید ہے کہ ہم سب کاندھے سے کاندھا ملا کر، جس سے جس قدر ہو سکتا ہے ...یہ کام انجام دیں۔'' ۲۰

''ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اپنے انقلاب کو تمام اسلامی ملکوں بلکہ ان تمام ملکوں میں جہاں مستکبرین کمزوروں کے خلاف ہیں، منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایسی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت ایک ظالم اور آدم کش حکومت نہ ہو ،اور ایسی قوم نہ ہو جو حکومت کی مخالف ہو۔ ہم حکومتوں اور عوام کے درمیان صلح و آشتی اور میل جول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔'' ۲۱

امام خمینیؒ نے ۱۹۸۱ء میں شہداء کے خاندان والوں کے مجمع میں اپنی ایک تقریر میں فرمایا:

''یہ لوگ دیکھ رہے کہ پوری دنیا حتیٰ خود امریکہ کے سیاہ فاموں میں بھی ان کی نابودی کا زمزمہ بلند ہورہا ہے۔انھوں نے دیکھ لیا کہ اسلام بھی ایک طاقت رکھتا ہے جو خود ہی آگے بڑھ رہا ہے ، خود ہی لوگوں کو، دیندار گروہوں اور مظلوم جماعتوں کو باہم متحد کر رہا ہے اور انشاء اللہ اس متحدہ قیام و اقدام کے ذریعے دنیا کے مستضعف اور کمزور افراد بڑی طاقتوں کا جنازہ نکال دیں گے۔'' ۲۲

ایران کی اسلامی بیداری سے متاثر ہوکر دنیا میں بالخصوص فلسطین، بحرین ، تیونس، لیبیا وغیرہ کی عوام استبداد اور استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔نفی و انکار کا مرحلہ اپنے پیچھے تعمیر و اثبات کا مرحلہ رکھتا ہے۔ لا الہ کے بعد الاّ اللہ آتا ہے ۔ یقیناً تحریک میں تعمیر و اثبات کا مرحلہ نفی و انکار کے مرحلے سے سخت ہوتا ہے۔اسی میں انسان کی کامیابی مضمر ہے۔

رہبر انقلاب امام خمینیؒ کے بیش بہا ارشادات عام مسلمانوں نیز حکومت ومملکت کے ذمہ داروں کے لیے ہمیشہ اسلامی بیداری کی راہ کا چراغ بنتے رہے وقتاً فوقتاً اس انقلابی تحریک کو مشخص ومعین نیز اسلامی روش سے ہمکنار کرتے ہوئے راہ کو چاہ سے جدا کیا۔ امام خمینیؒ نے حساس ترین لحظات میں بھی اپنی خدا داد ذہانت اور تدبر و فراست کے ذریعے صحیح اسلامی راہوں کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی کرکے ہر منزل پر اسلامی بیداری کی حفاظت وتقویت کا سامان فراہم کیا ہے۔

رہبر معظم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اسلامی بیداری کے اسی انداز کو باقی رکھا جسے امام خمینیؒ نے پروان چڑھایا تھا۔جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

''سامراجی طاقتوں کے ظلم وستم پر مبنی اصولوں کے ساتھ اسلام ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے عالمی منہ زور اور سامراجی طاقتیں اسلام کی طرف قوموں کے رجحان سے خوفزدہ ہیں...عوام کی عظیم حرکت ان کی اسلامی بیداری کی علامت ہے وسیع حقائق کے پیش نظر اس عوامی بیداری میں اسلامی رنگ بھرا ہوا ہے البتہ اس اسلامی بیداری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سب اسلامی حکومت کے خواہاں ہیں یا ایران کی اسلامی حکومت جیسا ماڈل اور نمونہ چاہتے ہیں۔'' ۲۳

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای نے فرمایا کہ:

'' یہ بھی عرض کردوں کہ خدا کی رحمت اور بشارت کے نمونے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مختلف مسائل اور مختلف افق پر دکھائی دے رہے ہیں۔ آنے والا دور اور مستقبل روشن وتابناک ہے، ہم اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور یہ کوشش کریں کہ خدائی سابقۂ ،نعمت اور رحمت الٰہی کے قافلے سے پیچھے نہ رہ جائیں۔'' ۲۴

مجموعی طور پر یہ کہنا بیحد مناسب ہے کہ آج اس پُر آشوب زمانے میں اسلامی بیداری کے علاوہ انسانی بیداری کی اشد ضرورت ہے تبھی انسان اس دنیا میں اطمینان کی سانس لے سکتا ہے۔ اور جوش ملیح آبادی کے اس شعر کے پیش نظر معرفت اسلامی اور معرفت خداوندی کے ذریعہ حسینؑ آشنا اور اسلام آشنا ہوسکتا ہے۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

منابع و ماخذ

۱۔ سورۂ جمعہ/ ۲۔

۲۔ سورۂ مائدہ / ۲۔

۳۔ سورۂ کہف/ ۱۰۹۔
۴۔ سورۂ نحل/ ۸۹۔
۵۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۸۔
۶۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۶۔
۷۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۔
۸۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۲۔
۹۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج/ ۶، ص ۳۷۳۔
۱۰۔ سوگنامہ آل محمدؐ: محمد محمدی اشتہاردی، ص ۱۹۸، سن چاپ یازدہم تابستان ۱۳۷۷ قم ایران۔
۱۱۔ رموز بیخودی: علامہ اقبال، شارح پروفیسر سلیم چشتی ص ۱۶۵، نومبر ۱۹۹۷ء دہلی۔
۱۲۔ ایضاً، ص ۱۷۷۔
۱۳۔ کلیات اقبال، نظر ثانی: ڈاکٹر منوّر حسین، ص ۳۹۹۔ دسمبر ۱۹۹۷ء، دہلی۔
۱۴۔ سورۂ کہف/ ۱۲۔
۱۵۔ سورۂ رعد/ ۱۱۔
۱۶۔ سورۂ انفال/ ۵۳۔
۱۷۔ سورۂ بقرہ/ ۲۱۴۔
۱۸۔ سورۂ نساء/ ۳۶۔
۱۹۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۴۶ و ۴۷۔
۲۰۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۳۱۷۔
۲۱۔ صحیفۂ نور، ج/ ۱۲ ص ۲۸۵۔
۲۲۔ سخنان امام، ج/ ۱۵، ص ۲۲۱۔
۲۳۔ رہبر معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ ای کا خطاب،: خبر نامہ محبّانِ اہلبیتؑ، ص ۳، جنوری ۲۰۱۲ء۔
۲۴۔ تقریر، رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ بمناسبت عید مبعث، ۱۳۷۸/۸/۱۰۔

☆